

## 2807 - مسلمان اور اس کی زندگی پر حج کے اثرات

### سوال

مسلمان اور اس کی زندگی پر حج کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

### پسندیدہ جواب

الحمد لله.

مناسك حج کے بہت سے فضائل اور حکمتیں ہیں، جس شخص کو انہیں سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق حاصل ہو جائے اسے خیر عظیم کی توفیق حاصل ہو جاتی ہے۔

ذیل کی سطور میں ہم کچھ چیزیں بیان کرینگے:

### 1 - حج کی ادائیگی کے لیے سفر کرنا:

اس سفر سے انسان کو دار آخرت کی یاد آتی ہے، جس طرح سفر میں دوست و احباب اور بیوی بچوں اور اہل و عیال اور وطن سے جدائی اختیار کرنا پڑتی ہے، دار آخرت کی طرف سفر بھی اسی طرح ہے۔

2 - جس طرح حج کے سفر میں جانے والا شخص دیار مقدسہ تک جانے کے لیے زاد راہ لے کر چلتا ہے، تو اسے یہ بھی یاد کرنا چاہیے کہ اس کا اپنے رب کی طرف کے لیے بھی کچھ نہ کچھ زاد راہ ہونا چاہیے جو اسے اس کے امن والی جگہ تک پہنچائے، اسی کے متعلق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور تم زاد راہ اختیار کرو، اور سب سے بہتر زاد راہ اللہ کا تقویٰ ہے البقرة ( 197 ) .

3 - اور جس طرح سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے، تو آخرت کا سفر بھی اسی طرح ہے، بلکہ کئی مراحل پر تو اس سے بھی زیادہ کٹھن اور سخت ہے، چنانچہ انسان کے آگے حالت نزع، اور موت اور پھر قبر اور اس کے بعد حشر و نشر اور حساب و کتاب، اور میزان پر اعمال کا وزن ہونا، اور پل صراط، اور پھر آخر میں یا تو جنت ہے یا جہنم، اور سعادت مند وہی ہو گا جسے اللہ تعالیٰ نجات نصیب کرے۔

4 - اور جب حج کے لیے انسان احرام باندھ کر دو سفید چادریں اوڑھتا ہے تو اسے وہ کفن یاد آتا ہے جس میں اسے دفنایا جائیگا، اور یہ چیز اسے اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ سب گناہ اور معصیت بالکل اسی طرح ترک کر

دے جس طرح اس نے اپنا دوسرا لباس اتار کر یہ کفن نما صاف شفاف سفید دو چادریں اوڑھ لی ہیں، تو اسی طرح اسے اپنے دل بھی صاف کر لینا چاہیے، اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے اعضاء کو بھی گناہ اور معصیت کی سیاہی سے صاف رکھتا ہوا سفید کر لے۔

5 - اور جب وہ میقات پر تلبیہ کے یہ الفاظ کہتا ہے:

" لبيك اللهم لبيك " اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔

اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے اپنے رب کی بات کے سامنے سر خم تسلیم کرتے ہوئے اس کی بات کو تسلیم کر لیا ہے۔

تو پھر اسے کیا ہے کہ وہ شخص گناہوں اور معصیت پر باقی رہے اور اس انہیں ترك نہ کرے اور اس کی آلائشوں سے اجتناب نہ کرے، اس نے اپنے رب کے سامنے یہ کلمات کیوں کہے:

" لبيك اللهم لبيك " اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔

یعنی میں نے ان اشیاء سے اجتناب کرنے کی تیری بات کو تسلیم کر لیا ہے، اور کیا یہ وقت انہیں ترك کرنے کا نہیں ہے؟

6 - دوران احرام ممنوعہ اشیاء سے اجتناب کرنا، اور تلبیہ اور اللہ کا ذکر کرنے میں مشغول رہنا:

اس میں مسلمان کی اس حالت کی بیان ہے جس پر اسے رہنا چاہیے، اور پھر اس میں اس کی تربیت اور ذکر و انکار کو عادت بنانے تعلیم ہے، مسلمان اس حالت میں ان اشیاء کو بھی ترك کرنے کی تربیت حاصل کرتا ہے جو اصل میں مباح اور جائز تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہاں حالت احرام میں اس پر حرام کر دی ہیں، تو پھر ایک مسلمان شخص پر وقت اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کا ارتکاب کیسے کرتا ہے؟

7 - اس کا حرمت والی جگہ بیت اللہ جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے امن والی جگہ بنایا ہے میں داخل ہونا بندے کو روز قیامت کے امن کی یاد دلاتا ہے، اور اس بات کی یاد دہانی ہے کہ انسان اسے تکلیف اور کوشش کر کے ہی حاصل کر سکتا ہے۔

اور روز قیامت امن دینے والی سب سے بڑی چیز توحید اختیار کرنا اور شرك سے اجتناب ہے، اسی کے متعلق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرك کی آمیزش نہیں کی انہی لوگوں کے لیے امن ہے اور یہی

پدايت يافته هين الانعام ( 81).

اس كا حجر اسود كو چوم كر اپنى اس عبادت كى ابتدا كرنا سنت نبوى كى تعظيم كى تربيت ديتا هے، اور اسے يه ياد دلاتا هے كه الله تعالى كى شرع پر اپنى ناقص عقل كو استعمال كرتے هوءے خلاف شرع كام نهين كر سكتا، اور اس كے علم ميں هونا چاهيے كه الله تعالى نے لوگوں كے ليے جو كچه بهي مشروع كيا هے اس ميں هي حكمت اور خير هے، اور اس سے وه اپنے نفس كو اپنے رب كى عبادت كے ليے تيار كرتا هے.

اسى كے متعلق عمر رضى الله تعالى عنه نے حجر اسود كو بوسه لينے كے بعد يه فرمايا تھا:

" مجھے يه علم هے كه تو ايك پتھر هے نا تو كوئى نفع دے سكتا هے اور نه هي كسى نقصان كا مالك هے، اور اكر ميں نے رسول كريم صلى الله عليه وسلم كو تيرا بوسه ليتے هوءے نه ديکھا هوتا تو ميں بهي تيرا بوسه نه ليتا "

صحيح بخارى حديث نمبر ( 1520 ) صحيح مسلم حديث نمبر ( 1720 )

8 - اور بيت الله كا طواف كرتے وقت اسے اپنے جد امجد ابراهيم عليه السلام كى ياد آتى هے كه انھوں نے بيت الله كى تعمير كى تا كه يه لوگوں كے امن و سكون كى جگه هو، اور انھوں نے لوگوں كو اس گھر كے حج كى دعوت دى، اور پھر نبى كريم صلى الله عليه وسلم مبعوث هوءے تو انھوں نے بهي اس گھر كى طرف لوگوں كو بلايا.

اور اسى طرح موسى اور عيسى عليهما السلام بهي اس گھر كا حج كيا كرتے تھے، تو اس طرح يه ان انبياء كا شعار رها هے، اور يه كيسے نه هوتا اس ليے كه الله سبحانه وتعالى نے ابراهيم عليه السلام كو اپنا گھر تعمير كرنے اور اس كى تعظيم كرنے كا حكم ديا تھا.

9 - زمزم كا پانى پينا اسے لوگوں اس عظيم نعمت كى ياد دلاتا هے جو الله تعالى نے لوگوں پر اس مبارك پانى كا چشمه جارى كر كے كى جسے كروڑوں لوگ عرصه دراز سے پيتے چلے آرہے هين ليكن اس ميں كوئى كمى واقع نهين هوى، اور زمزم پيتے وقت اسے دعا پر ابھارتا هے جيسا كه نبى كريم صلى الله عليه وسلم نے فرمايا:

" يقينا زمزم كا پانى اسى ليے جس ليے اسے نوش كيا جائے "

سنن ابن ماجه حديث نمبر ( 3062 ) مسند احمد حديث نمبر ( 14435 ) اس حديث كو علامه ابن قيم رحمه الله نے زاد المعاد ( 4 / 320 ) ميں حسن قرار ديا هے.

10 - اور صفا و مروه كے مابين سعى اسے مائى باجره عليه السلام كى اس عظيم برداشت كو ياد دلاتى هے جو انھوں نے اس آزمائش كے وقت اٹھائى، وه اس كرب اور مشكل سے نجات حاصل كرنے كے ليے كس طرح صفا و مروه كے درميان دوڑ رهي تھين، اور خاص كر اپنے چهوٹے سے بچے اسماعيل عليه السلام كو پانى پلانے كے ليے كه كهين

سے پانی حاصل ہو جائے۔

لہذا جب یہ عورت اتنی بڑی آزمائش پر صبر و تحمل اور برداشت سے کام لے کر اپنے رب اور اللہ کی طرف ہی رجوع کرتی ہے، جس میں ہمارے لیے بہترین نمونہ اور اسوہ ہے، اس لیے آدمی کو اس عورت کی جدوجہد اور کوشش یاد کر کے اپنی تکلیف کو کم اور ہلکا کر سکتا ہے، اور عورت کو بھی یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ بھی اس طرح ہی کی ایک عورت ہے جس سے اس کی سختیاں آسان ہو جائیں گی۔

11 - وقوف عرفات حاجی کو میدان محشر کی یاد دلاتا ہے جہاں ساری مخلوق اکٹھی ہوگی، اور یہ کہ جب اس میدان عرفات میں لاکھوں حاجیوں کے رش کے درمیان حاجی تھک کر چور ہو جاتا ہے، تو پھر جب ساری مخلوق ننگے پاؤں اور ننگے۔ بغیر ختنہ کے - جسم اکٹھی ایک ہی میدان میں ہو گی تو کیا حال ہو گا ؟

12 - جو کچھ ہم حجر اسود کا بوسہ لینے کے متعلق کہہ چکے ہیں رمی جمرات میں وہی کہیں گے کہ مسلمان شخص کو اس سے اطاعت و فرمانبرداری اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کی عادت پڑتی ہے، اور پھر اس میں خالص عبادت کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

13 - اور قربانی کا جانور ذبح کرنے میں اسے وہ عظیم حادثہ یاد آتا ہے جس میں ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا حکم نافذ کرتے ہوئے اپنے نوجوان بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے لٹایا اور ذبح کے لیے تیار ہو گئے، اور اسے یہ بھی یاد آتا ہے کہ ایسی نرمی جس میں اللہ تعالیٰ کے حکم اور نہی کی مخالفت ہوتی ہو اسلام میں کوئی جگہ نہیں، اور اسی طرح اسے یہ تعلیم بھی ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو کس طرح تسلیم کیا جاتا ہے، جب اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کو کہا:

اے ابا جی آپ کو جو حکم دیا گیا اسے پورا کریں، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے  
الصفات ( 102 ) .

14 - اور جب وہ احرام کھول کر حلال ہو جاتا ہے، اور احرام کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے حرام کردہ اشیاء اس کے حلال ہو جاتی ہیں، اس میں اس کے لیے صبر و تحمل کی تربیت پائی جاتی ہے، کہ یقیناً تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے والے شخص کو خوشی و سرور ضرور حاصل ہوتا ہے، اور پھر اس فرحت و سرور کا شعور بھی صرف اسے ہوتا ہے جس میں اطاعت و فرمانبرداری کی مٹھاس موجود ہو، بالکل اس خوشی و سرور کی طرح جو روزہ دار کو افطاری کے وقت حاصل ہوتی ہے، یا پھر رات کے آخری حصہ میں قیام کرنے والے شخص کو نماز کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

15 - اور جب وہ مناسک حج مکمل کر لیتا ہے، اور پورے حج میں وہی اعمال بجا لاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مشروع

کیے اور اسے محبوب ہیں، اور اپنا حج اس امید کے ساتھ مکمل کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف فرما دے گا، تو یہ اسے اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کا آغاز نئے سرے سے کرے جو گناہوں اور معاصی کی آلائشوں سے خالی ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جو شخص حج کرتا ہے اور حج میں نہ تو کوئی فسق و فجور کے کام کرے اور نہ ہی غلط کام تو وہ اس طرح واپس پلٹتا ہے جس طرح آج ہی اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہو "

صحیح بخاری حدیث نمبر ( 1449 ) صحیح مسلم حدیث نمبر ( 1350 )

16 - اور جب وہ حج کے سفر سے واپس اپنے بیوی بچوں اور اہل و عیال میں آتا ہے اور انہیں مل کر اسے خوشی و سرور حاصل ہوتا ہے، تو یہ چیز اسے اس عظیم خوشی و سرور کو یاد دلاتی ہے جو اسے جنت میں اپنے اہل و عیال کو مل کر حاصل ہوگی، اور یہ چیز اسے یہ پہچان کرواتا ہے کہ خسارہ اور نقصان وہ خسارہ ہے جو روز قیامت نفس اور اہل و عیال کھو جانے سے ہو گا، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

کہہ دیجیے یقیناً خسارہ میں تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے روز قیامت اپنے نفسوں اور اہل و عیال کا خسارہ اٹھایا،  
خبردار یہی واضح خسارہ ہے الزمر ( 15 ) .

آسانی سے یہی کچھ بیان ہو سکا ہے۔

واللہ اعلم .